ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

چھپا دست ہمت میں روز قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی
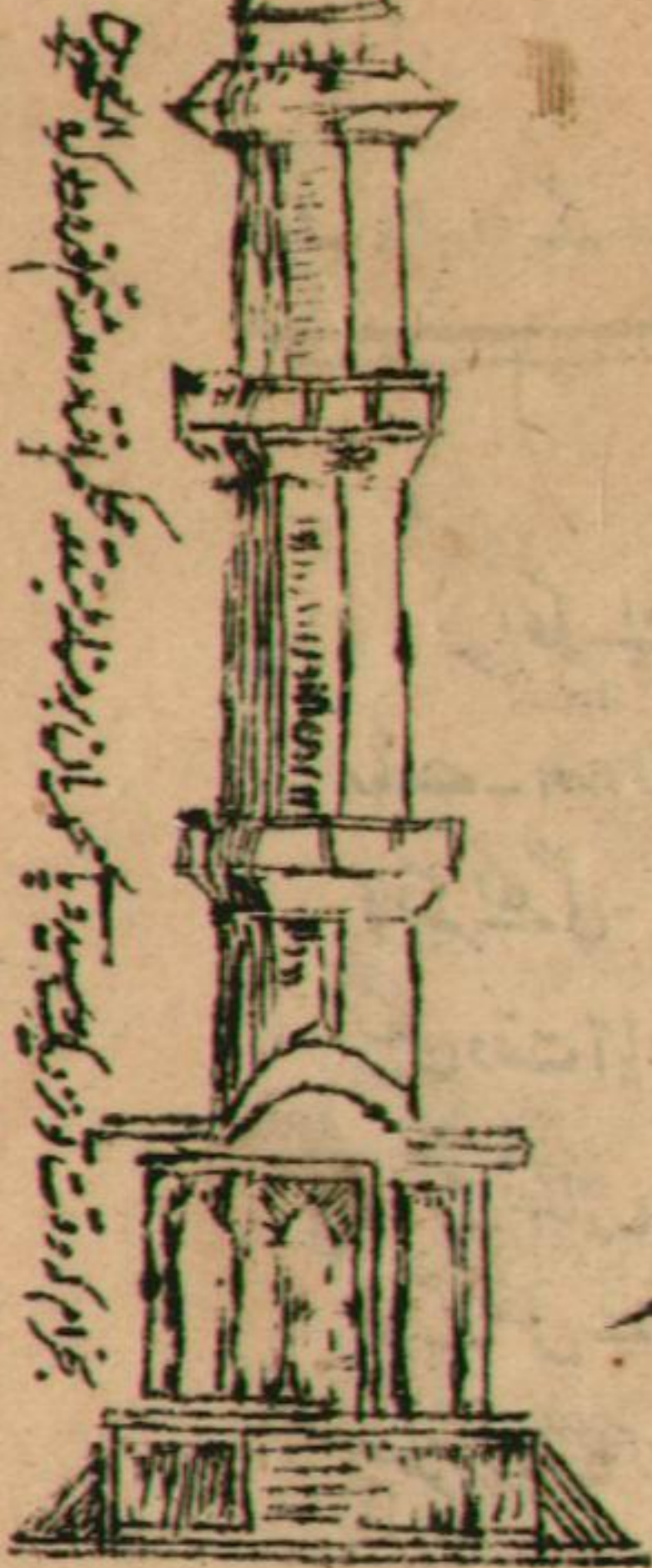
جلد ۲۰	قادیان دارالامان مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۶ء	نمبر ۱

باز آمدم

باز آمدم تا خدمتے ایں خاک پا کنم
گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

(۱)

اکتوبر ۱۹۱۵ء میں بعض مجبوریوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی مشیت
ومنشاء کے موافق الحکم کی اشاعت معرض تعویق میں آ ئی الحکم کے
مخلص اور دیرینہ ہوا خواہوں کو اسکا صدمہ قدرتی تہا اور جنہوں نے
الحکم کی تحریر دیکو قلبی امراض کے باعث ہمیشہ اپنے لئے رنج افزا سمجہا
ہوا تہا انکے لئے یہ تعویق مسرت انگیز تھی میری اپنی حالت ان دنوں
سے جدا تھی مجہکو جہاں ایک مفید اور نیک کام کی توفیق چہن جانے کا
افسوس تہا وہاں اللہ تعالیٰ کی بعض عجوبہ نمائیوں کے باعث ایک
ایمانی لذت پیدا ہو رہی تھی جن لوگوں کو یہ غلط خیال تہا کہ الحکم
روبیہ پیدا کرنے والی ایک شے ہے الحکم کے ایام فترۃ نے انہیں

سبق دیا کہ یہ ایک وہم ہے اور میںنے اپنی آنکھوں سے دیکہا اور بار بار دیکہا
کہ کس طرح اللہ تعالےٰ میری خبر گیری کرتا ہے ان واقعات کو مشاہدہ کرکے

اللہ تعالےٰ کے حضور بے اختیار میرا سر جھک جاتا ہے

(۲)

اکتوبر ۱۹۱۵ء سے لیکر ابتک زمانہ بہت دور آگے نکل گیا
ہے میرے معزز معاصرین کو الحکم کی غیر حاضری میں ایک
کافی وقت آگے بڑھ جانے کے لئے مل گیا ہے الحکم کے
گرد و پیش مشکلات اور حالات کا وہی دائرہ اب بہی موجود
ہے جو ۱۹۱۵ء میں تہا۔ ان حالات کی موجودگی میں الحکم
باوجود دوری منزل کے خطرات کے قدم اٹھاتا ہے۔ تو
اسکی غرض بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ دیکھتا ہے کہ برادران
طریقت کی خدمت کے لئے الحکم کی ضرورت بدستور ہے
اسلئے وہ باوجود مشکلات کے پہلے سے زیادہ جوش کیساتھ
اپنے دائرہ عمل پر قدم رکھتا ہے ؎

نوا را تلخ تر میزن چو ذوق نغمہ کم یابی ۔ حدی را تیز تر میخوان چو محمل را گراں بینی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زمانہ میں ارادہ فرمایا تھا کہ مندرجہ بالا نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کریں۔ لیکن پھر یہ کام مستقل تصانیف کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ مجھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریروں کے جمع کرنے کا شوق ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے اس رسالہ کا ایک حصہ مل گیا۔ میں اُسے الحکم کے ناظرین کی نذر کرتا ہوں۔ الحکم اپنی اس قسم کی تحریروں کے لئے اکیلا پرچہ جماعت کا انشاء اللہ رہیگا۔ اور اس کی یہ خصوصیت حضرت مسیح موعودؑ کے صادق محبین پر خدا کے فضل وکرم سے ایک امتیاز حاصل کریگی۔ مجھے یقین ہے کہ سابقون الاولون کی وہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے اور آپکی تحریروں یا تقریروں کی شیدا ووالہ رہی ہے۔ ان حکمت وصداقت کے موتیوں کی قدر کریگی۔ اور بزم حبیب کے پرانے جلیس کی اشاعت و اعانت میں پہلے سے زیادہ مستعد نظر آئیگی۔ اس لحاظ سے کہ یہ رسالہ کتابی صورت میں بھی خریداران الحکم کے پاس جمع ہو جاوے۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ ہر مہینے کی آخری اشاعت میں اسکے پورے آٹھ صفحے شایع ہو جایا کریں۔ اس لئے وہ لوگ جو اس گرانمایہ نعمت کے خواہشمند ہیں۔ وہ الحکم کے مستقل خریدار بہت جلد ہو جاویں۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۸ء کے الحکم میں

قرآنی صداقتوں کے جلوہ گاہ

کے ۸ صفحے شایع ہوں گے ٭

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ فروری کا پہلا دن ساکنین الدار اور دار الامان کے لئے خاص مسرت کا یوم سعید تھا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم اول کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو والدین کے لئے قرۃ العین اور متقیوں کا امام بنائے۔ اور خدمت دین میں اس کی عمر دراز کرے وہ ان انعامات اور فضلوں کا وارث ہو۔ جو خدا کے برگزیدوں کو ہمیشہ سے ملتے آئے ہیں۔ اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ دین کا نور اور احمدیت کا درخشندہ گوہر ثابت ہو۔ آمین ثم آمین ٭

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اچھی ہے۔

۳۔ آج حضرت نواب صاحب قبلہ کی آمد آمد ہے۔ اہلاً و سہلاً مرحبا

درخواست دعا

۱۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کا دوسرا بیٹا محمد ابراہیم علی فیلڈ سروس کے لئے میدان کارزار فرانس کو روانہ ہو چکا ہے۔ ۲۴ جنوری ۱۹۱۸ء کو وہ جہاز پر روانہ ہوا ہے۔ میرے تمام مخلص احباب اپنی دعاؤں میں اس بچہ کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے ہر قسم کی دینی اور دنیوی آفات اور بلیات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ وہ بخیر فائز المرام واپس آئے ٭

۲۔ میرا بڑا بیٹا محمود احمد (جسکے پیدا ہوتے ہی میں نے اس کی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی تھی۔ الحمد للہ اسے حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور اپنی زندگی کو عاقل بالغ ہو کر وقف کرنے کی توفیق ملی) مولوی فاضل کے امتحان میں اور میرا چھوٹا بھائی مولوی غلام غوث مولوی عالم کے امتحان میں جارہا ہے ان دونوں کی کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے (ایڈیٹر الحکم)

موجودہ جنگ یورپ میں پچھلی تاریخ

میرا ارادہ ہے کہ موجودہ جنگ کی خبروں کی بجائے الحکم کے ناظرین کو وقتاً فوقتاً گذری ہوئی تاریخ کے اوراق پریشاں سنائے جائیں ہر چند یہ سلسلہ مسلسل نہ ہوگا لیکن کم از کم مہینے میں دوبار انشاء اللہ دیا جائیگا و باللہ التوفیق

میدان جنگ کے شفاخانے

جنگی ضروریات میں سے میدان جنگ کے شفاخانے بھی ایک اہم ضرورت ہے اسوقت میدان جنگ میں کثرت کیساتھ ڈاکٹروں اور تیمارداروں کی باقاعدہ جماعتیں کام کر رہی ہیں اور ان کے وجود سے مجروحین اور بیماروں کو ایسا آرام اور سکھ پہنچ رہا ہے کہ اسکی تفصیل ایک مستقل کتاب چاہتی ہے مجروحین اور بیماروں کے آرام۔ تسکین اور شفاء عاجل کے لئے بہترین انتظام موجود ہے۔ اس طبقہ کا نام صلیب احمر ہے ممکن ہے اکثر یہ لوگ خیال کریں کہ انسانی ہمدردی اور بھلائی کی یہ روح عیسائیت ہی نے پیدا کی ہو عیسائیت اپنے اصل معنوں میں یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کی صحیح اور سچی تعلیم کی صورت میں ایک سلامتی اور ہدایت کی وقتی راہ تھی موجودہ عیسائیت کو اسکے ساتھ کوئی تعلق نہیں لیکن انسانی ہمدردی کی یہ روح اس سے بہت پہلے اپنا کام کر رہی تھی۔

ہر قوم میں کم و بیش جنگی ضرورتوں کے ساتھ مجروحین جنگ کی مرہم پٹی کا انتظام وقتی ضرورتوں اور حالتوں کے ماتحت رہا ہے لیکن مجھکو اس مسئلہ کو اسلام کی روشنی میں دکھانا ہے تیمارداری کے لئے عورت کا ہاتھ زیادہ موزوں اور موثر ثابت ہوا ہے لیکن یہ بھی آج کی تحقیقات نہیں بلکہ اسلامی غزوات میں مسلم عورتوں نے اپنے اس ہمدردانہ شعار کی پوری داد دی تھی۔ عہد اسلام میں اس طریق عمل نے ایسی ترقی کی کہ میدان جنگ میں عورتوں کی خدمات لازمی ہوگئی تھیں۔

اسلامی تاریخ عہد نبوت اور خلفائے راشدین کے غزوات میں مسلم عورتوں کے اس ہمدردانہ کارناموں پر بہت واضح روشنی ڈال رہی ہے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے زخم کا خون حضرت فاطمہ رضہ نے دھویا تھا۔ اور حضرت عائشہ نے بھی پانی پلاکر شرکت جہاد کا شرف حاصل کیا تھا۔ جوں جوں تہذیب و تمدن میں ترقی ہوتی گئی۔ یہ شریف اور قابل قدر طریق عمل ایک باضابطہ صورت اختیار کرتا گیا۔ بالآخر ایک خاص جماعت مرتب کی گئی جو فوج کے ساتھ ساتھ میدان جنگ میں طبی خدمات انجام دیتی تھی۔ یہ سفری شفاخانے ہمیشہ فوج کی نقل و حرکت کے ساتھ ساتھ رہتے اور اونٹوں اور خچروں کی ایک خاص تعداد اسی محکمہ سے متعلق ہوتی تھی جس پر زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کے علاج کا تمام سامان ہوتا تھا۔ اور قومی کیمپ کے نقشہ میں جنگی ہسپتال ایک نمایاں حصہ ٹھہرایا گیا تھا۔ یہ ہسپتال (مارستانات نقالہ) کہلاتے تھے یعنی سفری شفاخانے

یہ اعتراف کرنے میں مجھے کوئی امر مانع نہیں کہ موجودہ زمانے کی ضروریات اور ایجادات نے اس شعبہ کو اس قدر ترقی دی ہے کہ اس زمانہ کے سفری شفاخانوں کو موجودہ جنگی ہسپتالوں سے کچھ بھی نسبت نہیں لیکن میری غرض صرف اسلام کی اس شاندار عظمت کو دکھانا ہے جو اس پہلو سے بھی نمایاں ہے مورخین اسلام نے عموماً جنگوں کی تفصیل میں اس شفاخانوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ سلطان محمود سلجوقی کی فوج کے ساتھ جو شفاخانہ ہوتا تھا۔ اسکا سامان ۴۰۔ اونٹوں پر بار کیا جاتا تھا۔

اسلامی ممالک میں جنگی سفری شفاخانوں کی بنیاد آغاز تمدن اسلامی کے ساتھ ہی پڑی تھی لیکن یورپ میں اس طرح کے شفاخانوں کی بنیاد دسویں صدی مسیحی میں پڑی اور یہ جنگی ضرورتوں کے لئے نہیں۔ بلکہ زائرین بیت المقدس کے لئے تھی اٹلی کے فیاض طبع تاجروں نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ یہ ۱۰۲۰ء کا واقعہ ہے۔ جبکہ ظاہر باللہ فاطمی خلیفہ مصر سے مریض حاجیوں کے علاج کے لئے بیت المقدس میں انہوں نے خیراتی شفاخانہ قائم کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ یہی جماعت جو ابتداءً زائرین بیت المقدس کے علاج اور آرام کے لئے قائم ہوئی تھی بالآخر ترقی کرتے کرتے ریڈ کراس سوسائٹی (صلیب احمر) ہوگئی۔ کیونکہ اس جماعت نے اپنا امتیازی نشان سفید چادر اور سرخ نشان صلیب قرار دیا تھا۔ اور جو لوگ لیوج کے ساتھ طبی خدمات کو سرانجام دیتے جاتے تھے یہی علامت ان کو نمایاں کرتی تھی۔ بالآخر یہی سرخ صلیب کی علامت اور لفظ خیراتی شفاخانوں کے لئے مخصوص ہوگیا۔

ریڈ کراس (صلیب احمر) کی مزید تاریخ کو سردست کسی دوسرے وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ ناظرین مندرجہ بالا واقعات سے یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ انسانی ہمدردی کی اس قابل قدر خدمت کی بنیاد اسلام نے اپنے تمدن کے ساتھ دنیا میں رکھدی تھی۔ اس طرح یہ وہ عظیم الشان انسان جو دنیا کے لئے رحمت ہوکر آیا تھا (صلے اللہ علیہ وسلم) اسنے جہاں میدان جنگ میں ضرور تاً جانے کے متعلق منظم ہدایات دیں اور ہر قسم کے جذبات اور جوشوں پر میدان جنگ میں بھی حکومت کرنے کے قابل بنادیا۔ اسنے مجروحین جنگ کی آسایش اور آرام کی بنیاد بھی اسی وقت رکھدی تھی جس سے آج مغربی قوموں نے بہت بڑا فائدہ اٹھایا اور اسی داغ بیل پر آج ایک عظیم الشان عمارت قائم ہے اور ریڈ کراس کے کارنامے انسانی ہمدردی اور رحم کے نمایاں مجسمے ہیں۔

اب جبکہ مسلمان اپنی ہمدردی۔ ایثار اور شفقت علی الناس کی صفتوں کو بھول گئے اور ان اخلاق کو چھوڑ کر ننگ اسلام ہورہے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر موقع دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ میں ہوکر اپنی گذشتہ روایتوں کو زندہ کریں مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

بعض ضروری اطلاعیں

الحکم اور اسکے بقایا دار

الحکم کا بقایا گذشتہ ۱۹ سال کے اندر کئی ہزار روپیہ تک پہنچگیا ہے اگر بقایا داران الحکم اپنے ذمگی مطالبات کو ادا کردیتے تو کارخانہ الحکم ان مشکلات سے نجات پاگیا ہوتا جنمیں وہ ابتک مبتلا ہے بہرحال اب جبکہ الحکم جاری ہوگیا ہے بقایا داران سے باقاعدہ مطالبات کا سلسلہ بھی شروع ہونیوالا ہے جن حضرات کیخدمت میں بقایا کے حسابات پہنچیں وہ انہیں ازراہ کرم خود بھیجدیں اگر حساب میں کوئی غلطی ہو تو اسکی تصحیح کرلیں ورنہ ایک ہفتہ تک انتظار کرکے انکے نام اسقدر مطالبہ کا وی پی بھیجا جائیگا امید ہے کہ وہ اپنے زیربار اور سب سے پہلے قومی خادم کو مزید زیربار نہیں کرینگے۔ معاونین الحکم کی خدمت میں مجھے کچھ بھی عرض نہیں کرنا وہ اپنے فرض کو خوب جانتے ہیں چونکہ سامان طباعت اور کاغذ کی قیمت بہت گراں ہوچکی ہے اسلئے کسی کے نام رعایتی قیمت پر اخبار جاری نہ ہوگا یہ بھی یاد رہے کہ ڈاکخانہ کی رعایتی شرح محصول کی منظوری تک دو نمبر اکٹھے شائع ہونگے مجھے یقین ہے انشاء اللہ ۱۲ فروری تک یہ مرحلہ طے ہوجائیگا +

رسالہ احمدی خاتون جنوری ۱۹۱۸ء میں رسالہ احمدی خاتون شائع ہوکر بعض اسباب کی وجہ سے شائع نہیں ہوسکا اسکے خریداروں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ نمبر اول سال سوم کا نمبر اول محسوب ہوکر فروری ۱۹۱۸ء کا نمبر ۲ سمجھا جائیگا۔

(۳)

الحکم اپنے یوم اجرا سے حقگوئی اور اظہار حقیقت کا ذریعہ رہا ہے۔ اور اس میں جب کوئی آواز نکلے گی وہ اسی اصل کو لیکر نکلے گی۔ پرواہ نہیں اگر ابتداءً وہ صدا بصحرا ہو۔ لیکن وقت آیا اور آئیگا جب وہی آواز بازگشت ہوگی اور قومی فضا میں اپنی گونج پیدا کر کے مفید نتائج پیدا کرنیکا ذریعہ خدا کے فضل سے ثابت ہوگی گذشتہ بیس سال کے فائل پڑھو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ جن امور کو الحکم نے پیش کیا تھا اور اسوقت اسکی مخالفت اور سخت مخالفت کیگئی تھی آج انمیں سے کتنی باتیں ہیں۔ جو الحکم کی تحریک اور تجویز کا ثمرہ اور نمونہ ہیں یہ کامیابیاں معمولی کامیابیاں نہیں اس سے اس اخلاص کا پتہ لگ سکتا ہے جس کے اثر سے متاثر ہو کر انہیں پیش کیا گیا تھا۔ و للہ الحمد

(۴)

الحکم اب بھی انہی ہاتھوں میں ہے جنمیں وہ اپنے پہلے نمبر کی اشاعت کے وقت تھا اس دل اور دماغ نے اس چوتھائی صدی کے قریب عرصہ میں بہت سے تجربے کئے اور بہت کچھ دیکھا اسوقت ایڈیٹر الحکم ابھی عالم شباب میں قلم رکھتا تھا اور آج شیب کو چھو رہا ہے اسوقت خدا کے فضل و کرم نے اسے بیجا جوش اور ضمیر فروشی سے بچایا اب بھی اسی کے فضل کا سہارا ہے میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے ہی بار دگر اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں اپنے مخلص ہوا خواہوں سے ان دیرینہ تعلقات کی بنا پر یہ چاہتا ہوں۔ کہ جس طرح وہ یوم اول سے میرے معین و غمگسار رہے ہیں۔ اسوقت ان کی اعانت کی اور بھی ضرورت ہے۔

(۵)

الحکم کے موضوع میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ان واقعات حاضرہ کے ماتحت کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ البتہ اسکے حجم میں سر دست مجھکو کمی کرنی پڑی ہے اور اسکی وجہ الم انگیز جنگ کی وجہ سے سامان طبع کی گرانی اور کمیابی ہے۔ جس جس طرح حالات موافق ہوتے جائینگے انشاء اللہ العزیز اس خصوص میں تبدیلی ہوتی جائیگی۔ الحکم ہمیشہ ان سرپرستوں پر ناز کرتا رہا ہے جنھوں نے اسکی قدر و قیمت کو پہچانا ہے جن کی نظر کاغذ اور سیاہی کی قیمت پر ہے۔ گو وہ بھی اب بہت گراں ہے وہ مہربانی کر کے اپنے آپ کو اس ابتلا میں نہ ڈالیں۔

(۶)

الحکم کو قائم رکھنا زندہ خدا کی پرستار۔ زندہ رسول کی خادم زندہ احمدی قوم کے فرائض میں داخل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم کو اپنا بازو سمجھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے الحکم کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھا اور اپنی آخری علالت میں اسے اپنے اولوالعزم جانشین ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ کے سپرد کیا اور اسکی زیر باریوں کو رفع کرنے کے لئے آپ سجدہ ریز ہوئے۔ ایسا کیا۔ ان حالات میں زندہ قوم اپنے فرائض کو سمجھے میری کوتاہیاں اور کمیاں اس راہ میں روک نہیں ہونی چاہئیں۔

(۷)

الحکم کی تجدید اشاعت کے متعلق ان چند ضروری امور کا ذکر کر دینے کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اسنے پھر مجھے موقعہ دیا کہ میں سلسلہ کی خدمت کے لئے اسکی عطا کردہ قوتوں سے کام لے سکوں میں اپنی کمزوریوں کو محسوس کرتا ہوں اور وہ میری پیش نظر ہیں مگر اسکے فضل کو دیکھتا ہوں کہ وہ بے پایاں ہے میں فضل عمر کے عہد تک زندہ رکھا گیا ہوں اور اسکے دامن سے وابستہ ہونیکی سعادت میرے شامل حال ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس فضل و سعادت کے عہد میں محروم رہوں۔ الحکم کے بہی خواہوں سے میری التماس ہے کہ وہ اپنے اس خادم قدیم کے قیام کا فکر کریں اور میرے لئے خاص دعا کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسکی بتائی ہوئی سعادت کی راہوں کی طرف لوگوں کو بلا سکوں اسکے طالع کو سعید بنائے۔ آمین

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے

زندگی کا سوال مختلف قوموں اور فرقوں میں ایک مسئلہ کا سوال رہا ہے۔ اس وقت بھی زندگی یا حیات کے متعلق بہت سی تھیوریاں ہیں۔ میں ان پر کوئی بحث نہیں کرونگا بلکہ میں حیات کے اس راز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو قومی زندگی کا موجب ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اور یہ ایک مسلم بات ہے کہ حیات کا راز ایک موت کے پردے میں نہاں ہے۔ اور زندگی کے لئے ایک موت کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ موت و حیات کی کشمکش تمام مخلوق میں جاری ہے۔ شخصی حیات قومی اور ملی حیات کے لئے ابتدائی زینہ ہوتی ہے۔ پس ہمارا یہ کہنا کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے شخصی فدیہ ہے۔ اور جب تمام افراد امت وملت اس فدیہ کے دینے کے لئے طیار ہو جائیں تو بحیثیت مجموعی وہ اسلامی زندگی کا مقام ہوگا۔

اسلام بجائے خود ایک موت کو چاہتا ہے جو انسان کے سفلی جذبات پر آنی چاہیئے۔ جبوقت یہ موت آجاتی ہے۔ تب خدا میں زندگی یا حیات بعد الممات کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اور یہی ابدی اور غیر فانی زندگی ہوتی ہے۔

پس یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ زندگی موت کے پیچھے ہے۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق بہت سی آیات ملینگی۔ میری غرض اس جگہ فلسفہ حیات کا اظہار نہیں۔ بلکہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بالطبع ہر شخص اس بات کا خواہشمند پایا جاتا ہے کہ اسے دائمی اور غیر فانی حیات دی جائے۔

کوری باطن اور قصور بصیرت کے باعث جو اسی زندگی (جس کا مقصد کھانا، پینا اور دوسری اشیاء سے متمتع ہونا سمجھ لیا گیا ہے) کو غیر فانی بنانا چاہتا ہے۔ لیکن وہ حاصل ابدی اور غیر فانی زندگی اور ہے۔ جو موت کے بعد نصیب ہوتی ہے۔

قرآن مجید نے اس فلسفہ حیات کو ذہن نشین کرنیکے لئے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت شاندار اور بلند پروازی کا طریق ہے اور اس طریق کے اندر

قربانی کی روح

کام کر رہی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاویں۔ ان کو مردہ مت تصور کرو۔ وہ زندہ ہیں۔ اس بشارت میں اس سفلی حیات کو ابدی زندگی کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں صرف ہو۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا خرچ کر دینا دو ہی قسم پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ اس کا نام وقف الٰہی بھی ہے۔ اگر انسان کی زندگی اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے حصول کے لئے وقف ہو جاوے۔ تو وہ موت جو اس راہ میں آتی ہے۔ اسکو اس دروازے میں داخل کر رہی ہوتی ہے۔ جو اسکو ابدی زندگی کی منزل میں پہونچا دیتا ہے۔

پس انسان جو فطرتاً ابدی زندگی کا خواہشمند ہے اس کے حصول کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ وہ

خدا کی راہ میں مرنا سیکھے

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ ادخلوا فی السلم کافۃ۔ اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ کا مصداق ہو جاوے۔

مینے عنوان میں لکھا ہے کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے۔ اسلام فی الخارج کوئی ہستی یا وجود نہیں جسکی زندگی یا موت کا احساس ہو سکے۔ لیکن اسلام ان قوتوں کو پیدا کرتا ہے۔ جو انسان کو دائمی سرور اور ابدی حیات کی وارث بنا دیتی ہیں۔ جب یہ قوتیں معطل اور بیکار ہو جاتی ہیں۔ تو انسان پر روحانی موت طاری ہو جاتی ہے۔ گو وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا نظر آتا ہو۔

جذبات اور شہوات کا اسیر ہو کر وہ اس آزادی کو کھو بیٹھتا ہے جو ایک نیک اور صحیح معنوں میں احسن تقویم کے مصداق انسان کی متاع خاص ہی۔ پس جس جس قدر ہم اپنی قوتوں کو اسلامی ہدایتوں کے ماتحت کرتے جاتے ہیں۔ اور عملی رنگ ہم میں پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسیقدر حیات اسلام کا ظہور اور بروز ہوتا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مسلمانوں کی عملی اور اعتقادی حالت کو معاینہ کیا۔ تو اسلام کو ایک مردہ وجود کے رنگ میں پایا۔ اسلئے وہ بے اختیار ہو کر بولے :-

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہی
وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا

فرمایا یہی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا عظیم الشان انسان احیاء اسلام کیلئے اپنی زندگی کے بلدیہ کی ضرورت پیش کرتا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کے زندہ کرنے کے لئے کس قدر قربانیوں کی حاجت ہے۔ قربانی ہی ایک جلالی ذریعہ حیات کا ہے۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم خود زندہ ہوں۔ اور زندگی کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوں تو

ہماری زندگی کا راز
ہماری قربانی کے نیچے ملیگا۔

قربانی کا مسئلہ فی الحقیقت ایک نازک مسئلہ ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی وہ نہایت ضروری اور اہم ہے ؁

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض جبکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس عظیم الشان نصب العین کے لئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ آج اسلام کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کے بجائے شمشیر ترقی یافتگی براہین کو حاصل کرے۔ اور دکھادے کہ نہ پہلے اور نہ آج اور نہ پھر کبھی اسلام تلوار سے نہیں پھیلایا جا سکتا۔ بلکہ وہ اپنی صداقت اور آیات کی قوت کے ساتھ قلوب کو تسخیر کرتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اسی غرض کے لئے ہوئی۔ تا وہ اسلام کے چہرہ سے اس داغ کو دور کر دے۔ لیکن با ایں یہ ضرورت حیات ملی کے لئے ایک ابدی ضرورت ہے کہ

اسلام کی حیات قربانی کی محتاج ہے،

اور یہ قربانی کبھی شخصی ہوتی ہے۔ اور کبھی قومی۔ شخصی قربانی کی حالت میں ضرورت ہوتی ہے کہ ہر فرد اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور اسلامی شعار اپنا دستور العمل قرار دے۔ اس راہ میں اسے بہت سی مصائب اور مشکلات کا سامنا اور ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور جب افراد قوم اپنی حالت کی منفردانہ اصلاح کرتے ہیں۔ تب قوم پر بھی اصلاحی رنگ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے وہ فضل نازل ہوتے ہیں۔ جو ان قربانیوں کے پیچھے آتے ہیں ؁

احمدی جماعت خدا کے فضل و کرم سے ایک وجود کا حکم رکھتی ہی۔ اسلئے کہ وہ حبل اللہ کے ذریعہ ایک رشتہ میں منسلک ہے اور اس کے امام اور ہادی نے ہی اپنی پہلی پکار میں جو فتح اسلام کے لئے داعی الی اللہ ہو کر اٹھائی۔ قربانی کا سوال اس کے سامنے رکھدیا ہے۔ پس جب تک ہم اپنے اندر قربانی کی عظیم الشان سپرٹ پیدا نہیں کرتے۔ خدا کے لئے موت کو قبول کرنے کے واسطے کھڑے نہیں ہو جاتے۔ اور یہ موت ہمارے لئے راحت جان نہیں بن سکتی۔ ہم اپنے

مقصد سے دور ہیں

وہ ملکوں جو ہم فتح کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ہٹے ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ قوم میں یہ روح پیدا ہو۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف رضی اللہ عنہ نے قربانی کا ایک نمونہ دکھایا۔ یہ

قربانی کچھ شک نہیں ۔ ایک دوسرا رنگ بھی رکھتی ہے ۔ لیکن ہمارے لئے یہ سبق آموز ہے ۔ ہم دنیا میں ایک داعی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں ۔ اور یہی زندگی کا مقصد ہمارے امام نے ہمارے سامنے رکھا ہے ۔ اس حالت میں

شہید مرحوم کی قربانی

بھی ہر وقت ہمارے لئے ایک اسوہ حسنہ ہے ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی ہستی اور قوت ۔ کوئی تکلیف اور ایذا ہمارے راستہ تبلیغ میں روک نہیں ہو سکتی ۔ اسوقت مختلف شہروں سے خبریں آرہی ہیں کہ احمدی جماعت کو ستانے اور دکھ دینے کے لئے حق کے دشمنوں نے اپنے اسلاف کے قدم بر قدم مارا ہے مختلف قسم کی اذیتیں پہنچاتے ہیں ۔ اور پھر ان پر فخر کرتے ہیں ۔ یہ خدا تعالے کا فضل ہے ۔ کہ اس نے ایک عادل اور محسن گورنمنٹ برطانیہ کو ہم پر حکمران کیا ہے ۔ والا نہیں معلوم یہ لوگ کس قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے علم بردارو! یاد رکھو تم کو ان مصائب اور مشکلات کے سایہ میں ہی آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئیگا ۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے ۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا ۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے ۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے ۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں ۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں ۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں ۔

پس کچھ شک نہیں کہ دشمن ہر طرف سے تمہیں دکھ دینے کے لئے اٹھے ہیں ۔ اور اپنی کرتوتوں پر جو موجب شرم ہیں ۔ فخر کرتے ہیں ۔ وہ تم پر پتھر پھینکتے ہیں ۔ تمہارے لئے ضروریات زندگی کے ذرایع کو بند کرتے ہیں ۔ یہاں تک کہ تمہارے مُردوں کے ساتھ بھی ذلیل دشمنی سے باز نہیں آتے ۔ لیکن اے مردانِ خدا ان کی یہ کوششیں تمہارے پاؤں کو شل نہ کریں ۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ آگے بڑھیں ۔

تمہاری ہمتیں پست نہ ہوں ۔ بلکہ ان میں اولوالعزمی کی روح پیدا ہو ۔ اسلئے کہ یہ مصائب یہ مشکلات آنیوالے انعامات کا پیش خیمہ ہیں ۔

تم میں سے ہر ایک کو صاحبزادہ عبد اللطیف رضی اللہ عنہ کی روح لیکر کھڑا ہو جانا چاہیئے ۔ یہی جذبہ حضرت مسیح موعود ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے ۔ دنیا کی مخالفتیں اور مزاحمتیں آپکی راہ میں روک نہ ہوئی تھیں ۔ بلکہ آپ کو تیز گام بنا دیتی تھیں ۔ اور یہی اسوہ آپکے خلفاء میں ہم کو نظر آرہا ہے پھر کیوں ان تکالیف کو ہم بہت شکن پائیں ۔ دشمن اپنے اخلاق اور اپنی مخالفانہ کوششوں کا اندازہ کریں ۔ اور ہمارے صبر اور حوصلہ کو جسطرح آزمانا چاہتے ہیں ۔ آزما دیکھیں ۔ انہیں معلوم ہو جائیگا کہ

انجام متقی کے ساتھ ہے

تم زندگی چاہتے ہو تو قربانی کی روح کو نشو و نما دو ۔ یہی روح سلسلہ کی عظمت اور ترقی کا موجب ہوگی ۔ پس ان تکالیف سے گھبرانا ہمارا کام نہیں ۔ بلکہ عملی طاقت کے ذریعہ اس کا مقابلہ کرنا ہمارا طریق عمل ہے ۔ ہم ان سفیہانہ کوششوں کا مقابلہ نہیں کرینگے ۔ اس لئے کہ ہم کو امن پسند شہری بنایا گیا ہے ہم اخلاق فاضلہ سے ان کا مقابلہ کرینگے ۔ اور سختی کا جواب نرمی سے دینگے ۔ لیکن دعوت الی الحق سے نہیں رک سکتے ۔ اسلئے کہ یہی ہمارا کام ہے ۔ اور اسی غرض کے لئے خدا نے اس سلسلہ کو برپا کیا ہے ۔ پس دعوت الی الحق کے لئے ہر تکلیف اور ذلت کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ حتی کہ اگر اس راہ میں جان بھی چلی جائے ۔ تو اسکی پرواہ نہیں ۔

کیونکہ وہ حیات ابدی اس موت کے پیچھے ہے ۞

ہاں یہ تمہارا شیوہ ہو کہ تمہارے اخلاق اور اعمال دوسروں

کے لئے نمونہ ہوں۔ ہدایت اور سعادت کی راہوں کے حصول کا

کیونکہ یہی وہ چیز ہے۔ جس سے

اخلاق میں ذلیل دشمن ہلاک ہو جاتا ہے

اور یہی وہ چیز ہے۔ جو بالآخر قلوب کو تسخیر کر لیتی ہے اللہ تعالیٰ

ہمارے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین ۞

خلیفہ ثانی کا دشمن فرعون

(از قلم حضرت فاضل امروہی)

جناب مولوی سید محمد احسن صاحب اپنا اختلاف نہ صرف مشتہر کر چکے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے اختلاف کی قوت اور نتائج کا بھی تجربہ حاصل کر لیا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ اور جن لوگوں نے اسکو قبول کیا ہے۔ انہوں نے زید یا بکر کی وجہ سے نہ اسے قبول کیا۔ اور نہ انکے ارتداد و انقلاب علی الاعقاب سے انہیں کوئی ٹھوکر لگ سکتی۔ مولوی صاحب کے متعلق پہلے دوستوں نے مجبور ہو کر بہت کچھ لکھا۔ اور در اصل یہ کہنا چاہیئے کہ مولوی صاحب نے خود لکھوایا۔ اگر وہ اپنے شیشہ کے مکان میں بیٹھ کر سنگ اندازی نہ کرتے۔ تو کسی شخص کو ان کے متعلق کچھ بھی کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ میں جو کچھ اس سلسلہ میں لکھوں گا۔ وہ صرف مولوی صاحب کی اپنی تحریروں کا اقتباس ہو گا ۞

۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ پر جناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے ایک تقریر فرمائی۔ اور وہ تقریر طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جسپر آج سات سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے۔ اسی میں آپ نے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مخالفوں کو کچھ نصیحت کی ہے۔ اور ان کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے درج کر دیتا ہوں امید ہے۔ جناب سید صاحب توجہ کرینگے۔ اور توبہ و استغفار سے کام لینگے ۞

"اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے تقاضے سے دجالی فتنہ کے دور کرنیکے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اس سلسلہ کے بانی کے الہام جو براہین وغیرہ میں مندرج تھے پورے ہو گئے۔ اور پورے ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ پورے ہونگے۔ اس لئے یہ آیت الہام ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اور ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا۔ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء الاٰخرۃ۔ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعود کے بارے میں ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنے آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہو گا۔ چنانچہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا۔ اور سنایا ہے۔ اور جسقدر معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں ۞

اب کوئی انہیں معمولی سمجھے اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں ابھی ہمارے ہاتھوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور کھیلتے پھرتے تھے۔ تو یاد رہے۔ یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا۔ الم نربک فینا ولیدا و لبثت فینا من عمرک سنین الاٰیۃ کیا ہم نے بچپن میں تیری پرورش نہیں کی۔ اور تو اپنی عمر کے کئی سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا اور تو کفران نعمت کرنیوالا ہے۔ بچائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا۔ جو تم کو معلوم ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ الصبی صبی ولو کان نبیا۔"

حضرت مولوی صاحب کے یہ الفاظ میں نے مولوی صاحب کے مکرر غور کیلئے درج کر دیئے ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ اس وعید سے بچنے کی کوشش کرینگے جس سے انہوں نے دوسروں کو ڈرایا تھا۔ فرعون کا انجام جبکہ وہ لب گور میں ان کے پیش نظر ہو گا۔ آج انکی مخالفت کے اسباب کچھ اور رنگ رکھتے ہیں۔ لیکن آج سے سات سال پیشتر ان کا یہ کلام اور تعلق بالکل اصل حقیقت اور صداقت کا رنگ رکھتا تھا۔ جبکہ ان کے قلب میں کوئی غل اور غش نہ تھی ۞ فتدبروا ولا تکن من الغافلین

گذشتہ صحبتوں کی یاد

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کے خاص تذکرے اور دینی حمایت و جوش کے ولولوں کا اظہار اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ہوگا مجھے یقین ہے کہ یہ کالم جماعت کے ایمان اور ذوق دین کو بڑھانے والے ہونگے ان صحبتوں کی یاد میرے قلم کا بھی کبھی کبھی نتیجہ ہوگی لیکن عموماً حضرت مخدوم الملّۃ مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے قلم سے لکھی جائے گی و باللہ التوفیق۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ الحکم میں اس قسم کے کل مضامین محفوظ سمجھے جاوینگے کسی شخص کو میری اجازت خاص کے بغیر ان کو ترتیب دینے یا نقل کرنیکا حق نہ ہوگا۔" (ایڈیٹر)

بشپ لیفرائے کے لاہور میں جلسے

ریورنڈ لیفرائے صاحب کو جو آجکل کلکتہ کے لارڈ بشپ ہیں اپنے مشنری ہونے کے زمانہ میں مسلمانوں کے مذہب پر حملے اور مباحثے کرنیکا بہت شوق تھا۔ لاہور کا رنگ محل (مشن ہائی سکول) ان مباحثوں کا محل خاص ہوتا تھا۔ جب وہ لاہور کے بشپ ہوگئے اسوقت بھی ان کا جوش مباحثات مذہبی میں ویسا ہی رہا ۱۹۰۰ء کا ذکر ہے کہ لاہور میں انہوں نے ان مذہبی مباحثات کو اٹھایا اور معصوم نبی پر مباحثہ ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اسمیں حصہ لیا۔ اسوقت لاہور میں ایک خاص جوش مسلمانوں کے اندر موجود تھا اور غنیمت سمجھ رہے تھے کہ احمدی جماعت نے بشپ صاحب کا مقابلہ کیا اور مقابلہ کیا دم بند کر دیا۔ اسکے متعلق مفصل کیفیت انشاء اللہ العزیز سیرۃ مسیح موعود میں ہوگی۔ یہاں صرف اس قدر اظہار واقعہ کے بعد مجھے اس کیفیت کو دکھانا ہے جو قادیان میں تھی

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شوکت اسلام اور صداقت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے اظہار کا جوش کس قدر تھا اور کس ذوق اور قوت کے ساتھ آپ باطل کا سر کچلنے کے لئے تیار ہوجاتے تھے۔ اسکا مختصر نقشہ میں آپ کو حضرت مخدوم الملّت رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل خط سے دکھاتا ہوں۔ یہ خط حضرت میر حامد شاہ صاحب کو آپ نے لکھا تھا ناظرین جہاں اس خط کے پڑھنے سے حظ وافر اٹھائیں گے اور ان گذشتہ صحبتوں کی یاد بچشم نم ان کے سامنے آجائے گی وہ اپنے مخدوم و محسن عبدالکریم اللہ مطاع و مولا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ترقی درجات کے لئے ضرور دعا کریں۔

یہ خط حضرت مسیح موعود کی سیرت پاک کے بعض حصول پر عجب روشنی ڈالتا ہے۔ اوّل یہ کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و جلال کے اظہار کے لئے ایک خارق عادت جوش دیا گیا تھا۔ آپ کے خلاف کوئی بات سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آرام کو ہی قربان نہ کردیتے

تھے بلکہ اپنی بیماری کی بھی پروانہ کرتے تھے گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان قربان کر دینا ایک معمولی امر سمجھتے تھے۔ بشپ لاہور کے لیکچر کی خبر آپکو ایسی حالت میں ملتی ہے کہ آپ کی طبیعت اچھی نہیں تھی مگر آپنے پسند نہیں کیا کہ اس ساعت کا انتظار کریں جب آپکی طبیعت درست ہو اور پھر اسپر کچھ لکھیں۔

دوم۔ آپکا عزم اور مستعدی ایسی عدیم المثل تھی کہ اپنی قوت اور جذب کا اثر دوسروں پر بھی ڈالدیتے تھے قادیان اور لاہور کے درمیان قریبًا ۷۰ میل کا فاصلہ ہے اور ۲۴ گھنٹہ لیکچر میں باقی ہیں اور آپ ارادہ فرماتے ہیں کہ ٹھیک لیکچر کے بعد وہ اشتہار چھپ کر لاہور میں تقسیم ہو جاوے اور پھر خدا کے فضل اور تائید سے ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آپکے لیئے وہ تمام سامان مہیا کر دیتا ہے جو اس مقصد کے لئے ضروری تھے

آپکے علم کلام کا یہ اثر اور کمال ہے کہ مخالف بھی اسے ہی باطل کی سرکشی کے لئے صحیح حربہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعات اور حالات ہمیں کیا سبق دیتے ہیں ظاہر ہے کہ میں اسپر زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ مفصل بحث انشاء اللہ سیرت مسیح موعود کے اجزا میں ہوگی اب میں بغیر کسی مزید تمہید کے اس خط کو درج کر دیتا ہوں اور قابل غور الفاظ کو جلی کر دیا گیا ہے — (ایڈیٹر)

پہلا خط

قادیان بعد از ظہر ۲۴ - مئی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - آپکا مفصل خط ملا۔ امیر علی شاہ کے پاس کی خبر نے مجھے حضرت کو اور اپنی جماعت کو از بس خوش کیا خدا تعالےٰ نے بڑا فضل کیا بھائیوں کے اتفاق اور اسکے لوازم کی خبر نے بہت خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

ظہر کے بعد مفتی صادق صاحب لاہور سے آگئے ہیں اور عصر کی نماز پڑھکر واپس چلے جاوینگے۔ بشپ صاحب کی تقریر اور اپنی تقریر سب سنائی۔ اور سنایا کہ عام مسلمانوں پر بہت اثر پڑا۔ کہ مرزائی جیت گئے۔ اس نے قرآن کریم سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ جیسا کہ عام عیسائی ثابت کیا کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم چونکہ (ذنب) کا اعتراف کرتے ہیں اور استغفار پڑھتے رہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ گنہگار تھے۔ مفتی صاحب نے ذنب۔ جرم اور خطا اور عصیان اور اثم کا فلسفہ بیان کیا اور استغفار کی حقیقت بیان کی بشپ تو حیران رہ گیا کیونکہ ان کافروں نے یہ باتیں نہ سنی ہوئی تھیں اور نہ پڑھی ہوئی تھیں۔ غرض ان کا جواب نہ دے سکا

اس جمعہ میں انہوں نے زندہ رسول پر لیکچر دینے کا اشتہار دیا ہے حضرت نے ابھی قلم پکڑ لیا ہے اور زندہ رسول پر اشتہار دینے کی طیاری کر دی ہے اور حکم دیا ہے کہ رات رات یہ اشتہار چھپ جائے اور جمعہ کو عصر کے وقت تقسیم ہو جاوے عین اسی وقت جبکہ پادری کا لیکچر ختم ہو شہر میں عام جوش پھیلا ہوا ہے۔ چینیاں والی مسجد میں اس کو اشتہار بشپ پر جبکہ مفتی صاحب وہاں سے گذر رہے تھے حاضرین مسجد کو بابا چٹو نے کہا

اب اگر اور مسلمان بولے تو مار کھا ئینگے

اور مرزائی بولے تو فتح پائیں گے

اور معزز مسلمانوں نے بھی صلاح کی ہے کہ جو کچھ ہو سو اب تو اسلام اور عیسویت کی جنگ ہی

مرزائی بولیں تو فتح ہو سکتی ہے ورنہ صاف شکست
اور ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہتک ہے
کہ انکو مردہ ثابت کرینگے

غرض آج بڑا لطف آیا اور نئے سر حضرت
مسیح موعود کی وجود کی ضرورت اور صداقت ثابت
ہوئی افسوس لوگ اپنے منہ سے صاف اقرار کر رہے
ہیں کہ بجز اس حربہ کے جو ہمارے سلسلہ نے نکالا
ہے عیسویت ہلاک نہیں ہو سکتی اور پہر بھی انکار
کئے جا رہے ہیں حضرت اقدس آج کچھ علیل تھے
مگر غیرت دینی سے قلم پکڑ لی ہے - ایدہ اللہ

(عبد الکریم از قادیان ۱۲ مئی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علم حوادث

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وصیت میں حوادث
کے متعلق ایک پیشگوئی کی تھی آپنے فرمایا کہ

"حوادث کے بارے میں مجھے جو علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے
کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن
پھیلائے گی اور زلزلے آئینگے اور شدت
سے آئینگے اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے اور بہتوں
کی زندگی تلخ ہو جائے گی پہر وہ جو گناہوں سے
توبہ کرینگے اور گناہوں سے دست کش ہو جائینگے
خدا ان پر رحم کریگا جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس
زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو
لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کر لینگے۔ اور
ان راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند
ہیں ان کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم
خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر
آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے
قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے
اسکی سچائی ظاہر کر دیگا میں تجھے اس قدر
برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈینگے۔

ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھلائے اور زمین کچھ
ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے
بچائے جائینگے خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے
کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین
پر اترینگی کچھ تو میری زندگی میں ظہور میں
آئینگی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی
دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے
بعد۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے برگزیدہ مامور و رسول نے
دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع کئے اب بتاؤ کہ کیا یہ سچ
نہیں کہ اسوقت ان آفتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ اور
وہ حوادث اور موت اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہے
جس کی خبر مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی - دنیا
میں ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے جس کا فرو ہونا اللہ
کے فضل پر موقوف ہے یہ وقت ہے کہ ہم دنیا کو
اس حق سے آگاہ کریں جو عین ضرورت حقہ کے
وقت نازل ہوا - تا اسکی آنکھیں کھلیں ہمارا کام
اسوقت اگر ہے تو دنیا کو بیدار کرنا ہے اور انہیں
بتانا ہے کہ ان حوادث سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے
کہ اس نذیر کو قبول کرو جسکی صداقت کے اظہار کے لئے
یہ زور آور حملے اپنا کام کر رہے ہیں مبارک وہ جوان ہیں